عورت کی امامت صغریٰ کا علمی و تحقیقی جائزہ

Scholarly and Research Review of women's leadership (Imamat) in prayers

Dr. Badshah Rehman
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Malakand
badshahrehman@uom.edu.pk

Safia Bibi
Lecturer in Islamic Studies, Govt. GDC Jandol Dir Lower
109safia@gmail.com

ISSN (P):2708-6577
ISSN (E):2709-6157

Abstract
Men and women are equal in the light of Islamic laws. Both have equal rights and obligations. Both are given the same importance in shariah and both will be responsible for their deeds before their lord on the Day of Judgment. In spite of all these things some facts can never be ignored that Allah (SWT) created both sexes in different physical structures. So Allah (SWT) assigned them different fields and duties according to their specific nature. In this connection an issue was highlighted in print and electronic media when a women named Isra Nomani led the combined group of men and women in (Jum'a) Friday Prayers and it was criticised across the globe, and recently in January 2018 another woman of India performed prayers as Imam, leading men and women in a Masjid, So it was realised that a critical analysis should be carried out on this issue that whether it is permissible in Islamic law or not?In the following article we tried to explain the said issue in the light of Islamic arguments mentioned in Quran and Sunnah and we hope it will enlighten the knowledge and research among the well learned community regarding the issue.

Keywords: *Imamat, Leadership, Prayer, Salah, Woman*

تمہید

اسلام تمام ادیان سماویہ کا ایک اعلیٰ وارفع مظہر ہے اس کی تعلیمات انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں۔ تعلیمات اسلام کی رو سے انسان (مرد وعورت) سب برابر ہیں، سب حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ سب کو ایک مرد حضرت آدم علیہ السلام اور عورت حضرت حوا علیہاالسلام سے پیدا کیا گیا۔ اللہ تعالی قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں: يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقٰكُمْ إِنَّ اللهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ([1])"اے لوگو! حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے، اور تمھیں مختلف قوموں اور خاندانوں میں اس لیے تقسیم کیا ہے کہ تم ایک دوسرے کی پہچان کر سکو، در حقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ متقی ہو۔ یقین رکھو کہ اللہ سب کچھ جاننے والا، ہر چیز سے باخبر ہے"۔ اسی طرح ارشاد باری تعالی ہے۔ يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ([2])"اے لوگو! ڈرو اپنے اس رب سے جس نے تمہیں ایک نفس (آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا اور اسی سے

اس کا جوڑے (حوا) کو پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سارے مردوں اور عورتوں کو پھیلایا"۔ لہذا مرد اور عورت دونوں اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اشرف المخلوقات ہونے کے ناطے برابر ہیں۔ دونوں اللہ تعالی کے سامنے جوابدہ ہیں۔ حقوق و فرائض، عمل اور اجر میں یکساں ہیں ۔دوسری جگہ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں کہ :وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ([3])۔ "اور جو شخص نیک کام کرے گا، چاہے وہ مرد ہو یا عورت بہ شرط یہ کہ وہ مومن ہو تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ذرہ برابر بھی ان پر ظلم نہیں ہو گا"۔ اسی طرح قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللَّهُ عَزِيزٌحَكِيمٌ ([4])۔ "اور ان عورتوں کو معروف طریقے کے مطابق ویسے ہی حقوق حاصل ہیں جیسے (مردوں کو) ان پر حاصل ہیں۔ ہاں مردوں کو ان پر ایک درجہ فوقیت حاصل ہے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے"۔

مرد وزن کے میدان عمل کا فطری اختلاف:

قرآن و حدیث میں بہت سارے دلائل ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حقوق و فرائض میں مرد اور عورت کا رتبہ برابر ہے۔ مثلاً مرد کے اپنی بیوی پر حقوق ہیں تو اسی طرح عورت کے بھی اپنے شوہر پر حقوق ہیں جن کی ادائیگی شوہر پر لازمی ہے۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جیسا کہ عورت اور مرد کی جسمانی ساخت اور بناوٹ میں قدرتی طور پر اختلاف پایا جاتا ہے اسی طرح دونوں کے میدان عمل بھی الگ الگ ہیں اور اس اختلاف کا یہ مطلب نہیں کہ عورت کی کوئی حق تلفی کی گئی ہے یا ان کو کم اہمیت دی گئی ہے بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت ہے کہ ان کو بہت ساری مشکل ذمہ داریوں سے نجات دلائی گئی ہے۔ بلکہ کئی لحاظوں سے مردوں کے مقابلے میں عورتوں کو زیادہ حق دیا گیا ہے۔ مثلاً ماں کو باپ کے مقابلے میں زیادہ حق دیا گیا ہے۔ عورتوں کا سارا معاشی بوجھ مردوں پر ڈال دیا گیا ہے۔ اور ان کو معاشی اور جسمانی طور پر سخت مشقت اور جسمانی محنت والے امور سے مستثنیٰ کیا گیا ہے اور اسی طرح دینی امور میں بھی عورتوں کے لئے آسانیاں پیدا کی گئی ہیں۔ مثلاً ان پر مسجد جاکر باجماعت نماز پڑھنے کو لازم نہیں کیا گیا بلکہ ان کے لئے گھر میں نماز پڑھنے کو مستحسن قرار دیا گیا اور حیض کے دوران تو نماز کو بالکلیہ معاف کر دیا گیا ہے۔ حمل، رضاعت یا دوسرے عوارض کی صورت میں روزوں کو مؤخر کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اسی طرح جہاد جیسے مشقت والے حکم سے بھی مکمل رخصت دی گئی ہے۔ اور عورتوں کے لئے حج کو افضل جہاد قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے - عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، قَالَتْ: اسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي الْجِهَادِ، فَقَالَ: جِهَادُكُنَّ الْحَجُّ([5]) "اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جہاد کی اجازت طلب کی تو آپ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارا جہاد حج ہے"۔

اسی طرح قیادت اور حکمرانی کی ذمہ داریوں اور ذہنی اور جسمانی دباؤ اور مشقتوں سے بھی عورت کو مبرا کیا گیا ہے اور یہ عورت کی فطری ضرورت تھی کہ ان پر زیادہ بوجھ ڈالنے کی بجائے ان کے لئے آسانیاں پیدا کی جائیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ان حقوق و مراعات کو مغربی میڈیا نے ظلم قرار دے کر عورتوں کو آزادی کے نام پر اور بھی ذلیل کر دیا اور اسلام کی عطا کردہ حقوق کو بھی چھینا اور ان کو باور کرایا کہ تمہیں حقوق دئے جارہے ہیں۔ بدقسمتی سے ہماری بعض نام نہاد مسلمان عورتوں نے آج کے دور میں مغربی پروپیگنڈہ سے متاثر ہو کر باقاعدہ مساجد میں امامت کی۔ اور نہ صرف عورتوں کی بلکہ مردوں کی امامت بھی کی جن میں اسرا قرۃ العین نعمانی کا نام سرفہرست ہے۔ جس نے سب سے پہلے 2005ء میں نیویارک میں باقاعدہ آگے کھڑے ہو کر مردوں اور عورتوں دونوں کی امامت کرائی۔ اس کے بارے میں لاس اینجلس اخبار لکھتا ہے:

Nomani is the founder and creator of the "Muslim Women's Freedom Tour." She has also defied literalist interpretations of Islam that segregate women from men in prayers at mosques, and was a lead organizer of the woman-led Muslim prayer in New York City on March 18, 2005, which has been described as "the first mixed-gender prayer on record led by a Muslim woman in 1,400 years." Nomani has said the prayer was the first publicly led Friday prayer in modern-day history.[6]

"اسرا نعمانی مسلم خواتین کی آزادی کی تحریک کی بانی اور خالق ہیں۔اس نے اسلام کے لفظی تشریحات کو بھی مسترد کیا ہے کہ مساجد میں نمازوں کے اندر مردوں سے عورتوں کو الگ کیا جائے۔18 مارچ 2005 کو نیویارک شہر میں عورت کی امامت میں نماز ادا کرنے کا انتظام کیا۔اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ چودہ سو سالوں میں وہ پہلی مسلمان خاتون ہے جس نے مردوں اور عورتوں کی مخلوط جماعت کی نماز کے لیے امامت کی۔نعمانی نے کہا کہ یہ نماز جدید تاریخ میں پہلی نماز جمعہ تھی جو علانیہ طور پر ادا کی گئی"۔

اس واقعے کے بعد مغربی اور جدید مکتب فکر سے متاثر مسلمان خواتین بھی ان کی دیکھا دیکھی مساجد میں باقاعدہ امامت کرنے لگیں جو مسلم امت کے لیے کسی سانحے سے کم نہیں۔اور حال ہی میں بھارت کی ریاست کیرالہ کے ایک گاؤں میں جمیٹھا(Jamika K) نامی ایک عورت نے 27 جنوری 2018 کو نماز جمعہ کی امامت کی جو 50 مرد وخواتین پر مشتمل جماعت تھی جس کو پاکستان کے مختلف مکاتب فکر کے علماء نے غیر شرعی قرار دیا([7])۔لہذا ضروری ہے کہ خواتین کی امامت کی شرعی حیثیت اور اس کے مقامات اور حدود واضح کیے جائیں تاکہ مسلمان بہنوں کے لیے ایک متعین دائرہ کار واضح ہو اور وہ کسی فتنے کی شکار ہونے سے بچیں۔

عورت کی امامت، عورتوں کے لئے:

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے صرف عورتوں کے لئے عورت کی امامت کا مسئلہ واضح کیا جائے۔حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کے بارے میں روایات میں ہے کہ انہوں نے عورتوں کی امامت کی تھی۔بعض روایات میں ہے کہ انہوں نے فرض نمازوں میں امامت کی تھی اور بعض روایات کے مطابق انہوں نے نفل اور تراویح کی نماز کی امامت کی لیکن وہ صف کے آگے کھڑی نہیں ہوتی تھیں بلکہ وہ عورتوں کے درمیان کھڑی ہوتی تھیں۔سنن بیہقی میں ہے کہ:عن عائشة أنها أمت نسوة في المكتوبة فأمتهن بينهن وسطاوعن أم سلمة، أنها أمتهن فقامت وسطا([8]) "حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ انہوں نے فرض نماز میں عورتوں کی امامت کی اور ان کے درمیان کھڑی ہوتی تھیں۔اور حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ انہوں نے عورتوں کی امامت کی اور ان کے درمیان کھڑی ہوتی تھیں"۔امام کاسانی بدائع الصنائع میں لکھتے ہیں۔ وَكَذَا الْمَرْأَةُ تَصْلُحُ لِلْإِمَامَةِ فِي الْجُمْلَةِ، حَتَّى لَوْ أَمَّتْ النِّسَاءَ جَازَ ، وَيَنْبَغِي أَنْ تَقُومَ وَسَطَهُنَّ لِمَا رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَمَّتْ نِسْوَةً فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ وَقَامَتْ وَسَطَهُنَّ وَأَمَّتْ أُمُّ سَلَمَةَ نِسَاءً وَقَامَتْ وَسَطَهُنَّ ؛ وَلِأَنَّ مَبْنَى حَالِهِنَّ عَلَى السِّتْرِ وَهَذَا أَسْتَرُ لَهَا ، إلَّا أَنَّ جَمَاعَتَهُنَّ مَكْرُوهَةٌ عِنْدَنَا،وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ مُسْتَحَبَّةٌ كَجَمَاعَةِ الرِّجَالِ،وَيُرْوَى فِي ذَلِكَ أَحَادِيثَ لَكِنَّ تِلْكَ كَانَتْ فِي ابْتِدَاءِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ نُسِخَتْ بَعْدَ ذَلِكَ ([9]) ۔"اسی طرح عورت کی امامت فی الجملۃ جائز ہے۔یہاں تک کہ اگر وہ عورتوں کی امامت کرے تو جائز ہو گی۔اور اسے چاہیے کہ عورتوں کے درمیان کھڑی ہو کیونکہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے نماز عصر میں عورتوں کی امامت کی اور ان کے درمیان کھڑی ہوئی تھیں اور اسی طرح ام سلمہؓ نے بھی عورتوں کی امامت کی تھی اور ان کے درمیان کھڑی ہوئی تھیں۔اور چونکہ عورتوں کے لیے پردہ کی حالت میں رہنا ہے اور (درمیان میں کھڑا ہونا) اس کے لئے زیادہ پردہ کی حالت ہے۔البتہ ان کی جماعت ہمارے (احناف کے) ہاں مکروہ ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک (ان کی جماعت) مردوں کی جماعت کی طرح مستحب ہے اور اس بارے احادیث مروی ہیں لیکن یہ طریقہ ابتدائے اسلام میں جائز تھا اور بعد میں منسوخ ہو گیا"۔

ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت، عورتوں کی امامت کر سکتی ہے اگرچہ اس میں آئمہ کرام کا معمولی اختلاف ہے۔ صاحب ہدایہ کے مطابق امامت صغریٰ صرف عورتوں کیلئے کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ انہوں نے لکھا ہے:ویکره للنساء أن یصلین وحدهن الجماعة'' عورتوں کے لیے یہ مکروہ ہے کہ وہ الگ اپنی نماز جماعت سے پڑھیں"۔ آگے لکھتے ہیں:"هی وان فعلن قامت الامام وسطهن لأن عائشة رضی الله عنها فعلت کذالک اخرج روایتها الحاکم"([10])"اگر وہ ایسا کریں تو امام ان کے درمیان کھڑی ہوں گی، کیونکہ حضرت عائشہؓ نے ایسا کیا۔ حاکم نے اس روایت کی تخریج کی ہے"۔ بذل المجہود شرح ابوداودؒ میں لکھا ہے:قال القاری فی النقایه "الاظهرأن الکراهة محمولة علی ظهورهن و خروجهن والجواز علی تسترهن فی بیوتهن،یرید أن المرأة اذا أمت النساء خارج البیت فهذا مکروه وإن أمت داخل البیت فجائز بلا کراهة ([11])۔"ملا علی قاری نے النقایہ میں کہا ہے : ظاہر بات یہی ہے کہ (عورتوں کی امامت) میں کراہت اس وقت ہے جب وہ ظاہر ہو جائیں اور باہر نکلیں۔ اور اپنے گھروں کے اندر پردے میں ہو تو جائز ہے۔ مطلب یہ کہ جب عورت گھر سے باہر عورتوں کی امامت کرے تو یہ مکروہ ہے اور اگر گھر کے اندر امامت کرائے تو بغیر کسی کراہت کے جائز ہے"۔ مولانا گوہر رحمٰن صاحب اپنے مقالے میں لکھتے ہیں کہ " صحیح بات یہی ہے کہ عورت کی امامت عورتوں کی جماعت کے لیے جائز ہے مگر اس کو معمول بنانا مناسب نہیں کیونکہ حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کی امامت بھی ان کا معمول نہ تھا۔ دور نبوی ﷺ اور دور خلافت راشدہ میں ان کی مثال نہیں ملتی، اس وقت بھی عورتیں عموماً گھروں میں علیحدہ علیٰحدہ نماز پڑھتی تھیں"([12])۔ عورت کے لیے گھر میں نماز کو رسول اللہ ﷺ نے بہترین قرار دیا ہے صحیح بخاری میں ہے:"عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُوَرِّقٍ عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ -ﷺ- قَالَ « صَلاَةُ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلاَتِهَا فِي حُجْرَتِهَا وَصَلاَتُهَا فِي مَخْدَعِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلاَتِهَا فِي بَيْتِهَا"هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین و لم یخرجاه ([13]) "عورت کے لئے اپنے گھر میں نماز پڑھنا اپنے حجرے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور اس کے لئے اپنے کمرے میں نماز پڑھنا اپنے گھر میں پڑھنے سے بہتر ہے"۔ پس ثابت ہوا کہ عورت کے لئے مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر یہ ہے کہ گھر میں نماز پڑھا جائے اور اس کو رسول اللہ ﷺ نے پسند فرمایا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر احسان ہے کہ ان کو رخصت دی گئی ورنہ ان کے لئے بہت مشکل ہوتا اگر ان پر واجب ہوتا کہ وہ ضرور باجماعت نماز پڑھیں گی۔ مصنف عبد الرزاق میں لکھا ہے کہ:عن عبد الرزاق قال أخبرنا معمر عن أیوب عن حمید بن هلال عن أبي الاحوص عن بن مسعود قال صلاة المرأة في بیتها أفضل من صلاتها فیما سواها ثم قال إن المراة إذا خرجت تشوف لها الشیطان ([14])"ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ عورت کی گھر میں پڑھی ہوئی نماز باقی جگہوں میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور پھر فرمایا کہ جب عورت باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا ہے"۔ یعنی گھر میں نماز پڑھنا اس لیے افضل ہے کہ عورت بے پردہ نہیں ہوتی، اور مسجد میں نماز پڑھنے میں باہر نکلنا ہوتا ہے جو کسی فتنے کا سبب بھی بن سکتا ہے. ان تمام اقوال کا جائزہ لینے کے بعد ثابت ہو جاتا ہے کہ عورت کے لیے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ مستحسن ہے اگر وہ گھر میں جماعت کے ساتھ پڑھیں تو جائز ہے مگر اس کو معمول بنانا پسندیدہ امر نہیں۔

عورت کی امامت کبریٰ اور صغریٰ کا مسئلہ:

امامت کبریٰ سے مراد ملک و قوم کی حکمرانی ہے اور امامت صغریٰ سے مراد نماز باجماعت کی امامت ہے۔ مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ عورت امامت کبریٰ کے لیے اہل نہیں۔ یعنی یہ جائز نہیں کہ ایک عورت مسلمانوں کی حکمرانی کرے یا خلیفہ بنے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ([15])۔"مرد عورتوں پر نگران ہیں

کیونکہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور کیونکہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں"۔اس آیت کی تفسیر میں مفتی محمد شفیعؒ لکھا ہے (جس کا خلاصہ یہ ہے):"مرد کو دو وجوہات پر عورت پر فضیلت حاصل ہے ایک وہبی اور دوسرا کسبی۔پہلی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک خاص حکمت کے تحت ایک کو ایک پر فوقیت دی ہے اسی طرح مردوں کی حاکمیت بھی ایک خداداد فضیلت ہے اس میں مردوں کی سعی و عمل اور عورتوں کی کوتاہی و بے عملی کا کوئی دخل نہیں۔اور دوسری وجہ کسبی واختیاری ہے کہ مرد اپنا مال عورتوں پر خرچ کرتے ہیں مہر ادا کرتے ہیں اور ان کی تمام ضروریات زندگی کی ذمہ داریاں نبھاتے ہیں ان وجوہات کی بناء پر مرد کو عورت پر فضیلت حاصل ہے "[16]۔یہ تو میاں بیوی کے درمیان حق تفاضل کا بیان ہوا اسی طرح اور میدانوں میں بھی عام مردوں کو عورتوں پر فضیلت حاصل ہے۔امام الرازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ"واعلم أن فضل الرجل على النساء حاصل من وجوه كثيرة"اور پھر آگے لکھتے ہیں۔"الإمامة الكبرى والصغرى والجهاد والأذان والخطبة والاعتكاف والشهادة في الحدود والقصاص بالاتفاق[17]۔"اور جاننا چاہیے کہ بالاتفاق مرد کو عورت پر بہت سی وجوہات کی بناء پر فضیلت حاصل ہے.....جیسے امامت کبریٰ (ملک و قوم کی حکمرانی) اور امامت صغریٰ (نماز کی امامت)، جہاد، اذان، خطبہ، اعتکاف، حدود و قصاص میں گواہی (یہ احکام صرف مردوں کے لیے خاص ہیں)۔لہذا ثابت ہوا کہ بعض احکامات ایسے ہیں جو صرف مردوں ہی کے لیے مخصوص ہیں عورتوں کے لیے نہیں۔ان احکامات میں امامت صغریٰ بھی شامل ہے۔اسی طرح رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:"لن يفلح قوم ولوا أمرهم امرأة "([18])"وہ قوم ہرگز فلاح نہیں پا سکتی جو اپنے امور میں عورت کو سربراہ بنائے" اس حدیث کی روشنی میں عورت کی امامت کا ناجائز ہونا ظاہر ہے اور اس قوم کے لئے ناکامی کی نوید ہے جو کسی عورت کو حکمران بنائے یا امام و پیشوا بنائے۔اور ظاہر ہے کہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ عورت کو اسلام نے حق نہیں دیا۔کیونکہ خلافت کوئی حق نہیں بلکہ ایک ذمہ داری اور بوجھ ہے جس سے عورت کو مستثنیٰ کیا گیا ہے۔

اسی طرح فقہاء کرام میں سے امامت کی شرائط کے بارے میں علامہ تفتازانی لکھتے ہیں کہ امام کی اہلیت کے لیے یہ شرط نہیں کہ وہ معصوم عن الخطا ہو یا یہ کہ وہ اپنے زمانے کا سب سے افضل شخصیت ہو، لیکن یہ شرط ہے کہ"أن يكون من اهل الولاية المطلق الكامله ترى مسلماً حراً ذكراً بالغاً اذ ما جعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلاً والعبد مشغول بخدمة المولى مستحقراً فى أعين الناس والنساء ناقصات عقلاً ودين والصبى والمجنون قاصران عن تدبير الامور والتصرف فى مصالح الجمهور "([19])"وہ کامل مطلق ولایت کے اہل میں سے ہو، یہ کہ مسلمان ہو، آزاد ہو، مرد ہو، عاقل اور بالغ ہو (مسلمان اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے مومنوں کے اوپر کوئی فوقیت نہیں دی، آزادی کی شرط اس لیے کہ غلام اپنے آقا کی خدمت میں مشغول ہوتا ہے اور لوگوں کی آنکھوں میں حقیر ہوتا ہے، اور مرد ہونے کی شرط اس لیے کہ عورتیں عقل اور دین کے لحاظ سے کم تر ہوتی ہیں اور بلوغت اور عقل مند کی شرط اس لیے ہے کہ بچہ اور پاگل، کاموں کی تدبیر میں اور عام لوگوں کی مصلحتوں میں تصرف کرنے سے قاصر ہوتے ہیں"۔عورتوں کی امامت کے ناجائز ہونے کی ایک دلیل قرآنی آیت بھی ہے: وَلاَ تَتَمَنَّوْاْ مَا فَضَّلَ اللّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُواْ وَلِلنِّسَاء نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُواْ اللّهَ مِن فَضْلِهِ إِنَّ اللّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيماً ([20])"اور جن چیزوں میں ہم نے تم کو ایک دوسرے پر فوقیت دی ہے، ان کی تمنا نہ کرو، مرد جو کچھ کمائی کریں گے ان کو اس میں سے حصہ ملے گا، اور عورتیں جو کچھ کمائی کریں گی ان کو اس میں سے حصہ ملے گا۔اور اللہ سے اس کا فضل مانگا کرو، بیشک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے"۔یعنی اللہ تعالیٰ نے جو حقوق مردوں کو دی ہیں (قیادت وامامت کی فطری صلاحیتیں اور صفات وغیرہ) تو عورتوں کو اس کی تمنا نہیں کرنی چاہیے۔بلکہ اپنے حصے کے معاملات پر توجہ دینی چاہیے اور

اللہ تعالی کا شکر ادا کرنا چاہیے. اسی طرح ایک دلیل یہ حدیث ہے:عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم، لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ « قُومُوا فَلأُصَلِّىَ لَكُمْ ». قَالَ أَنَسٌ فَقُمْتُ إِلَى حَصِيرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُولِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ فَقَامَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ -ﷺ- وَصَفَفْتُ أَنَا وَالْيَتِيمُ وَرَاءَهُ وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا فَصَلَّى لَنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ(ﷺ)([21])۔"حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ان کی دادی ملیکہ نے حضور ﷺ کو کھانے کی دعوت پر بلایا۔جب حضور ﷺ کھانا تناول فرما چکے تو فرمایا"اٹھو تا کہ تمھیں نماز پڑھاؤں"۔انس کہتے ہیں کہ میں ایک چٹائی جو زیادہ استعمال سے میلی ہوئی تھی پانی سے صاف کر کے بچھائی ۔اس پر حضور ﷺ نے کھڑے ہوئے ۔میں اور ایک یتیم بچے نے آپ ﷺ کے پیچھے صف بنائی اور بوڑھی (ملیکہ) ہم سے پیچھے اکیلی کھڑی ہو گئی۔اور پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی اور پھر آپ ﷺ واپس ہوئے"۔ اس سے واضح ہوا کہ عورت مرد کے ساتھ ایک صف میں کھڑی نہیں ہو سکتی،تو پھر امام بن کر نماز پڑھانا کیسے درست ہو گا. رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا وَشَرُّهَا آخِرُهَا وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا([22])۔حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ "مردوں کی صفوں میں سے بہترین پہلی صف ہے اور بدترین وہ ہے جو پیچھے ہو۔اور عورتوں کی صفوں میں سے بہترین پچھلی صف ہے اور بدترین اگلی والی صف ہے(جو مردوں کے قریب ہوتی ہے)"۔پس ثابت ہوا کہ مردوں کے سب سے آخری صف کے پیچھے جو عورتوں کی قریب صف ہوتی ہے اس کو بھی بدترین کہا گیا ہے تو مردوں سے آگے پڑھنے میں اور امام بننے میں کتنی قباحت ہو گی۔ایک دلیل یہ حدیث ہے کہ: عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ'' التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ "([23])"حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" مردوں کے لیے تسبیح اور عورتوں کے لیے تالی بجانا ہے"۔یعنی اگر امام سے دوران نماز سہو ہو جائے تو عورت آواز نہیں نکال سکتی بلکہ وہ تالی بجا کر امام کو خبر دار کرے گی۔لہذا جب عورت کے لیے امام کو آواز کے ذریعے متنبہ کرنا جائز نہیں تو باقاعدہ امامت اس کے لیے کیسے جائز ہو سکتی ہے؟۔ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا جس میں فرمایا۔الا،لا تؤمّنّ امرأة رجلاً ---الی آخرہ ([24])"خبر دار کوئی عورت ہر گز کسی مرد کی امامت نہ کرے"۔ایک دلیل یہ ہے کہ" عن يحيى بن سعيد عن عمرة عن عائشة قالت: لَو أَن رَسُول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم رَأَى مَا أحدث النِّسَاء لمنعهن الْمَسَاجِد كَمَا منعت نسَاء بني إِسْرَائِيل- مُتَّفق عَلَيْهِ ([25])"حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ عورتوں نے جو نئی باتیں اختیار کی ہیں اگر وہ حضور ﷺ دیکھ لیتے تو ضرور عورتوں کو منع کرتے جیسا کہ بنو اسرائیل کی عورتوں کو منع کیا گیا"۔لہذا جب فتنے کے وقت مسجد میں مردوں کی امامت میں نماز کے لئے عورت کا باہر جانا ہی مستحسن نہیں تو عورت امام کیسے بن سکتی ہے؟ اسی طرح ایک اور حدیث ہے: وقد روي عن ابن مسعود انه قال : أخروهن من حيث أخرهن الله ([26])۔عبد اللہ بن مسعودؓ سے مرفوعاً منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ "عورتوں کو(نماز میں) پیچھے کر دو جیسا کہ اللہ نے ان کو پیچھا کر دیا ہے"۔اسی طرح قتادہؒ تابعی کا ایک قول ہے :"إذا كان الرجل لا يقرأ مع نساء تقدم وقرأت المرأة من ورائه فإذا كبر ركع وركعت بركوعه وسجدت بسجوده"([27]) "جب آدمی عورتوں کے ساتھ نماز میں قرأت نہ کر سکتا ہو تو وہ آگے کھڑا ہو اور عورت اس کے پیچھے قرأت کرے اور جب مرد رکوع کے لیے تکبیر کہے تو عورتیں اس کی رکوع کے ساتھ رکوع کریں اور اس کے سجدے کے ساتھ سجدہ کریں"۔ثابت ہوا کہ انتہائی ضرورت کے وقت بھی عورتوں کو آگے

ہونے کی ممانعت ہے اور اس کو مرد کی متابعت اختیار کرنا پڑتا ہے۔ شیخ الإسلام ابن تیمیہ کا قول ہے :وأن المنع من إمامة المرأة بالرجال قول عامة العلماء ([28]) "اور عورت کے لئے مردوں کی امامت کی ممانعت عام (جمہور) علماء کا قول ہے"۔ امام شافعیؒ کا قول ہے:"إذا صلت المرأة برجال ونساء وصبيان ذكور فصلاة النساء مجزئة وصلاة الرجال والصبيان الذكور غير مجزئة لأن الله تعالى جعل الرجال قوامين على النساء"([29])"امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی عورت، مردوں، عورتوں اور بچوں کی امامت کرے تو عورتوں کی نماز درست ہوگئی جبکہ مروں اور بچوں کی نماز درست نہیں کیونکہ اللہ تعالی نے مردوں کو عورتوں کا حاکم اور پیشوا بنایا ہے"۔ الموسوعہ الفقہیہ میں عورت کی امامت بارے ائمہ اربعہ کے اقوال ذکر کیے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں:ذهب المالكيّة إلى أنّ الذّكورة شرط لإمامة الصّلاة ، وأنّه لا يجوز أن تؤمّ المرأة رجلاً ولا امرأةً مثلها ، سواء كانت الصّلاة فريضةً أو نافلةً ، وسواء عدمت الرّجال أو وجدت لحديث''لن يفلح قوم ولّوا أمرهم امرأةً'' وتبطل صلاة المأموم دون المرأة الّتي صلّت إماماً فتصحّ صلاتها .ووافقهم الحنفيّة والشّافعيّة والحنابلة والفقهاء السّبعة من فقهاء المدينة في منع إمامتها للرّجال ، لما روى جابر ﷺ « عن النّبيّ ﷺ قال : خطبنا رسول الله ﷺ فقال : لا تؤمّنّ امرأة رجلاً » ، إلاّ أنّهم خالفوا المالكيّة في مسألة إمامة المرأة للنّساء فيرون أنّ هذا جائز،والحنفيّة يرون كراهة إمامتها للنّساء،لما روي عن عائشة أنّها أمّت نسوةً في صلاة العصر وقامت وسطهنّ وكذا أمّ سلمة . كما أنّ بعض الحنابلة يرون أنّه يجوز أن تؤمّ المرأة الرّجال في صلاة التّراويح وتكون وراءهم([30])"مالکی مذہب کی رائے یہ ہے کہ نماز کی امامت کے لئے مرد ہونا شرط ہے اور یہ جائز نہیں کہ عورت کسی مرد یا اپنی جیسی عورت کی امامت کرے خواہ وہ فرض نماز ہو یا نفلی اور خواہ (کسی جگہ) مرد معدوم ہوں یا موجود ہوں کیونکہ حدیث میں ہے کہ "وہ قوم کبھی فلاح نہیں پاسکتی جو اپنے امور میں عورت کو پیشوا بنائے "اور (عورت کی امامت کی صورت میں) مقتدیوں کی نماز باطل ہوگی۔ جبکہ اس امام عورت کی اپنی نماز درست ہوگی۔ عورت کی امامت کی ممانعت کے مسئلے میں احناف، شوافع، حنابلہ اور مدینہ کے سات (مشہور) فقہاء نے بھی مالکیہ کی موافقت کی ہے جیسا کہ جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا کہ عورت ہر گز مرد کی امامت نہ کرے۔ البتہ انہوں (جمہور) نے اس مسئلے میں مالکیہ کی مخالفت کی ہے کہ عورت، عورتوں کی امامت کر سکتی ہے، کیونکہ مالکیہ اسے جائز مانتی ہے اور احناف اسے مکروہ قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ عائشہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عصر کی نماز میں عورتوں کی امامت کی اور ان کے درمیان کھڑی ہوئی اور اسی طرح ام سلمہ نے بھی کیا ہے۔ اور بعض حنابلہ کے نزدیک نماز تراویح میں عورت (گھر کے) مردوں کی امامت کر سکتی ہے اور وہ ان کے پیچھے کھڑی ہوگی"۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں:واتفق اصحابنا علي انه لا تجوز صلاة رجل بالغ ولا صبي خلف امرأة حكاه عنهم القاضي أبو الطيب والعبد رى ولا خنثى خلف امرأة ولا خنثى لما ذكره المصنف وتصح صلاة المرأة خلف الخنثي وسواء في منع امامة المرأة للرجال صلاة الفرض والتراويح وسائر النوافل هذا مذهبنا ومذهب جماهير العلماء من السلف والخلف رحمهم الله وحكاه البيهقى عن الفقهاء السبعة فقهاء المدينة التابعين وهو مذهب مالك وأبي حنيفة وسفيان واحمد وداود وقال أبو ثور والمزني وابن جرير تصح صلاة الرجال وراءها حكاه عنهم القاضى أبو الطيب والعبدرى([31]) ہمارے فقہاء (شوافع) کا اس پر اتفاق ہے کہ عورت کے پیچھے کسی بالغ مرد اور بچے کی نماز پڑھنا جائز نہیں جیسا کہ ابو الطیب اور عبدری نے ان سے نقل کیا ہے) اور نہ ہیجڑے کی نماز کسی عورت یا ہیجڑے کے پیچھے پڑھنا جائز ہے۔ جیسا کہ مصنف میں مذکور ہے اسی طرح ہیجڑے کے پیچھے عورت کی نماز درست ہے۔ لیکن عورت کے پیچھے مردوں کی نماز خواہ وہ فرض نماز ہو یا تراویح یا کوئی بھی نفلی نماز ہو جائز نہیں، ہمارے مذہب میں اس کی ممانعت ہے اور سلف وخلف کے تمام جمہور علماء کا بھی یہی مذہب ہے۔ امام بیہقی نے مدینہ کے سات فقہاء تابعین سے بھی یہی نقل کیا ہے اور یہی مالک، ابو

حنیفہ سفیان، احمد اور داود کا مذہب ہے۔ جبکہ ابو ثور، مزنی اور ابن جریر کی رائے ہے کہ عورت کے پیچھے مردوں کی نماز درست ہو گی۔ قاضی ابو الطیب اور عبدری نے ان سے یہی نقل کیا ہے۔

ابو ثورؒ، مزنیؒ اور ابن جریر طبریؒ کا مذہب:

ابو ثور، مزنی اور ابن جریر طبری کے نزدیک عورت کی امامت مردوں کے لیے جائز ہے۔([32])۔ انہوں نے سنن ابو داؤد میں اُم ورقہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ جب انہوں نے نبی ﷺ سے اجازت چاہی کہ وہ اپنے گھر میں مؤذن رکھ لے تو نبی ﷺ نے اجازت دے دی: عَنْ أُمِّ وَرَقَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا غَزَا بَدْرًا قَالَتْ قُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ائْذَنْ لِي فِي الْغَزْوِ مَعَكَ أُمَرِّضُ مَرْضَاكُمْ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَرْزُقَنِي شَهَادَةً. قَالَ قِرِّي فِي بَيْتِكِ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَرْزُقُكِ الشَّهَادَةَ.قَالَ فَكَانَتْ تُسَمَّى الشَّهِيدَةَ. قَالَ وَكَانَتْ قَدْ قَرَأَتِ الْقُرْآنَ فَاسْتَأْذَنَتِ النَّبِيَّ ﷺ أَنْ تَتَّخِذَ فِي دَارِهَا مُؤَذِّنًا فَأَذِنَ لَهَا'' ([33]) ام ورقہؓ سے روایت ہے کہ جب حضور ﷺ جب غزوہ بدر کے لیے جارہے تھے تو میں نے آپ ﷺ سے کہا کہ: "اے رسول اللہ ﷺ مجھ کو اجازت دیں کہ میں غزوہ میں آپ لوگوں کے ساتھ شامل ہو جاؤں میں زخمیوں کی مرہم پٹی کروں گی شاید مجھے اللہ تعالیٰ شہادت سے نوازے "اور سول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو اپنے گھر ہی میں رہو شاید اللہ تمہیں گھر ہی میں شہادت سے نوازے "پھر ان کو شہیدہ کے نام سے پکارا جاتا تھا کہتے ہیں کہ وہ قرآن پڑھا کرتیں۔ اس نے حضور سے اجازت مانگی کہ وہ گھر میں اپنے لیے مؤذن رکھ دے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی"۔ اور سنن ابو داؤد میں ایک اور روایت میں ہے کہ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَزُورُهَا فِي بَيْتِهَا وَجَعَلَ لَهَا مُؤَذِّنًا يُؤَذِّنُ لَهَا وَأَمَرَهَا أَنْ تَؤُمَّ أَهْلَ دَارِهَا.([34]) "رسول اللہ ﷺ ان کے گھر تشریف لے جایا کرتے اور ان کے لیے ایک مؤذن مقرر کیا جو (ام ورقہ) کے لیے اذان دیتا تھا اور ان کو حکم دیا کہ وہ اپنے گھر والوں کی امامت کرے"۔

حدیث ام ورقہؓ بنت عبد اللہ بن الحارث کی وضاحت:

علماء کرام نے ام ورقہ کی حدیث کی درجہ ذیل توجیہات پیش کی ہیں۔

مذکورہ حدیث میں یہ الفاظ ہیں وَأَمَرَهَا أَنْ تَؤُمَّ أَهْلَ دَارِهَا "یعنی نبی ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ اپنے گھر والوں کی امامت کیا کریں" بعض لوگوں نے یہاں اہل دارھا سے مرد اور عورتیں دونوں مراد لیے ہیں، حالانکہ یہاں اس سے مراد صرف عورتیں ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کی وضاحت میں امام دار قطنی نے ایک حدیث نقل کی ہے: حدثنا أحمد بن العباس البغوي ثنا عمر بن شبة أبو أحمد الزبيري نا الوليد بن جميع عن أمه عن أم ورقة : أن رسول الله صلى الله عليه و سلم أذن لها أن يؤذن لها ويقام وتؤم نساءها ([35])"ام ورقہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس بات کی اجازت دی تھی کہ ان کے لیے اذان دی جائے اور وہ اپنی عورتوں کی اقامت وامامت کرے"۔ چونکہ ایک حدیث دوسری حدیث کی تشریح کرتا ہے اس لئے وضاحت ہو گئی کہ اس سے مراد صرف عورتوں کی امامت ہے۔ شیخ محمد صالح المنجد نے اس حدیث کی جامع وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے: أما تاويل من زعم ذلك على ما روي من أن أم ورقة قد أذن لها النبي ﷺ في إمامة أهل بيتها رواه أبو داود فقالوا إنها كانت تؤم أهل دارها بما فيهم الرجال والصبيان ،فقد أجاب العلماء عن هذا بعدة أجوبة:

1- أن الحديث ضعيف .قال الحافظ في "التلخيص" (ص 121): ''وفي إسناده عبد الرحمن بن خلاد وفيه جهالة وقال في "المنتقى شرح الموطأ" " هذا الحديث مما لا يجب أن ياول عليه ''انتهى.

2- إن صح الحديث فالمراد: أنها كانت تؤم نساء أهل دارها.

3- أن ذلك خاص بأم ورقة ، لا يشرع ذلك لأحد غيرها.

4- أن بعض العلماء استدل به على جواز إمامة المرأة للرجل ، ولكن عند الضرورة ، ومعنى الضرورة ألا يوجد رجل يحسن قراءة الفاتحة. "حاشية ابن قاسم"(313/2). ([36])

"اور بعض لوگوں نے جو استدلال ابو داود کی روایت سے کیا ہے یعنی یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ام ورقہ کو اپنے گھر والوں کی امامت کرنے کی اجازت دی تھی اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ ام ورقہ کے گھر والوں میں مرد اور بچے بھی تھے تو اس کے بارے میں علماء نے متعدد جوابات دیے ہیں۔

1۔ مذکورہ حدیث ضعیف ہے، جیسا کہ حافظ نے "تلخیص" میں کہا ہے کہ اس کی سند میں عبد الرحمان بن خلاد ہے اور وہ مجہول الحال راوی ہے۔ اور موطا کی شرح "المنتقی" میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے استدلال کرنا درست نہیں۔

2۔ اگر حدیث کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ (ام ورقہ) اپنے گھر کی عورتوں کی امامت کرتی تھیں۔

3۔ یہ حکم ام ورقہ کے لئے خاص تھا اور ان کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے جائز نہیں ہو سکتا۔

4۔ اگرچہ بعض علماء نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ عورت کی امامت مردوں کے لئے جائز ہے لیکن وہ ضرورت کے وقت ہے اور ضرورت کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی مرد ایسا موجود نہ ہو جو سورت فاتحہ کو اچھی طرح پڑھ سکے۔

مولانا گوہر رحمان مرحوم نے لکھا ہے کہ ام ورقہ کی حدیث کو ابو داؤدؒ اور ابن خزیمہؒ نے بغیر کسی نقد و جرح کے نقل کیا ہے۔ اس لیے میں نے بھی اس کو قابل استدلال سمجھتے ہوئے اس پر بحث کی ہے لیکن اس کی سند پر جرح و نقد کی گئی ہے جو درج ذیل ہے۔

اس کی سند میں اضطراب ہے جو ابن حجرؒ نے یوں نقل فرمایا ہے:

1۔ پہلی سند میں ولید بن عبد اللہ بن جمیع نے اس حدیث کو اپنی دادی لیلیٰ بنت مالک سے نقل کیا ہے اور لیلیٰ بنت مالک نے ام ورقہؓ سے نقل کیا ہے۔

2۔ دوسری سند میں ولید اپنی دادی لیلیٰ سے نقل کرتا ہے اور لیلیٰ اپنی ماں ام ورقہؓ سے نقل کرتی ہے۔

3۔ تیسری سند میں ولید اپنی دادی لیلیٰ سے نقل کرتا ہے لیلیٰ اپنے باپ سے نقل کرتی ہے اور اس کا باپ ام ورقہؓ سے نقل کرتا ہے۔

4۔ چوتھی سند میں ولید اپنے دادا سے نقل کرتا ہے اور اس کا دادا ام ورقہؓ سے نقل کرتا ہے۔

5۔ پانچویں سند میں ولید عبد الرحمٰن بن خلاد سے نقل کرتا ہے اور عبد الرحمٰن ام ورقہؓ سے نقل کرتا ہے۔

6۔ چھٹی سند میں ولید عبد الرحمٰن سے نقل کرتا ہے اور عبد الرحمٰن اپنے باپ خلاد سے اور خلاد ام ورقہؓ سے نقل کرتا ہے۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ اس حدیث کی تمام سندوں کا مدار ولید بن عبد اللہؒ پر ہے اور اس کے شیوخ کے تعین میں بہت زیادہ اضطراب ہے جو حدیث کی صحت کو مشکوک بنا دیتا ہے"۔ پھر مولانا مرحوم نے راوی پر جرح کی ہے اور لکھا ہے کہ "ولید بن عبد اللہ بن جمیع الزہری الکوفیؒ اگرچہ صحیح مسلم کے راویوں میں شامل ہے اور بہت سے آئمہ نے اسے ثقہ قرار دیا ہے لیکن ابن حبانؒ نے اسے ضعیف راویوں میں اس کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس سے بہت زیادہ غلطیاں بھی ہوتی تھیں۔ اس لیے یہ قابل استدلال نہیں ہے۔ امام یحیٰ بن سعید القطانؒ نے کہا ہے کہ ولید بن عبد اللہ بن جمیع اور عبد الرحمٰن بن خلاد دونوں مجہول الحال ہیں۔ ولید بن عبد اللہ کی دادی لیلیٰ بنت مالک کے حالات بھی معلوم نہیں ہیں"۔([37])

خلاصہ کلام:

مندرجہ بالا تحقیق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کے لئے مردوں یا مرد وزن کی مخلوط جماعت کی امامت کرنا بالاتفاق ناجائز اور غیر شرعی کام ہے۔ اسی طرح ام ورقہؓ کی ایک حدیث کے مقابلے میں قرآن وحدیث کے مضبوط دلائل موجود ہیں۔ جن کی وجہ سے مذکورہ حدیث سے استدلال کرنا درست نہیں۔ اور اگر بالفرض ام ورقہ کی حدیث کو صحیح تسلیم کیا جائے تو اس سے زیادہ سے زیادہ یہ استدلال کیا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف ام ورقہؓ کو اس کی اجازت دی تھی اور یہ ان کی خصوصیت تھی۔ اسی طرح اگر ام ورقہ کی حدیث سے یہ استدلال کیا جائے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام ورقہؓ کو اپنے گھر والوں کی امامت کی اجازت دی تھی۔ اور یہ فرض کیا جائے کہ ان کے گھر والوں میں عورتوں کے ساتھ مرد بھی شامل تھے۔ تو بھی صرف یہ استدلال ہو سکتا ہے کہ ایک عورت کسی ضرورت کے تحت صرف اپنے گھر والوں کی امامت کر سکتی ہے لیکن یہ بھی ایک فرضی صورت ہے۔ اس بات کی کوئی یقینی شہادت نہیں کہ ام ورقہ کے گھر میں مرد بھی شامل تھے۔ کیونکہ مردوں کو تو مساجد میں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور بغیر کسی اشد ضرورت کے گھر میں اکیلے نماز پڑھنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ بلا عذر شرعی گھر میں مردوں کے نماز پڑھنے کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے سخت وعیدیں بیان فرمائی ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: عَنْ أَبِی هریره أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ وَالَّذِی نَفْسِی بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبَ ، ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلاَةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ، ثُمَّ آمُرَ رَجُلاً فَيَؤُمَّ النَّاسَ ، ثُمَّ أُخَالِفَ إِلَى رِجَالٍ فَأُحَرِّقَ عَلَيهِمْ بُيُوتَهُمْ ، وَالَّذِی نَفْسِی بِيَدِهِ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ أَنَّه يَجِدُ عَرْقًا سَمِينًا أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشهِدَ الْعِشَاءَ" ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے ارادہ کیا کہ میں لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں پھر میں نماز کے لیے اذان کہنے کا حکم دوں پھر ایک شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو جماعت کرائے اور میں ایسے لوگوں کے گھروں میں جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھروں کو آگ لگا دوں" ([38])۔ اس لئے ام ورقہ کی حدیث سے یہ نہیں اخذ کیا جاسکتا کہ ہر عورت کو یہ اجازت دی جائے کہ وہ اپنے گھر میں مردوں کی امامت کرے۔ دراصل یہ ایک جزوی واقعہ ہے جس کو کسی صورت میں قانون کلی نہیں بنایا جاسکتا۔ اس ایک حدیث کی بنیاد پر زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کو گھر کے اندر امامت کرنے کی اجازت دی تھی۔ لیکن یہ اجازت نہیں دی تھی کہ وہ مسجد میں تمام مردوں وعورتوں کی مخلوط جماعت کی امامت کرے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی عورت کو مسجد کے اندر تمام مردوں اور عورتوں کی امامت کی اجازت نہیں دی تھی۔ اسی طرح خلافت راشدہ میں بھی ایسی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ اس لئے ہم اسے بجا طور پر بدعت کہہ سکتے ہیں کیونکہ یہ دین میں ایک نیا طریقہ ہے جو اکیسویں صدی میں بعض نام نہاد مسلمانوں کی ایجاد ہے۔ ایسی ہی معاملات کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "عن العرباض بن سارية قال صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم، ثم أقبل علينا بوجهه فوعظنا موعظة بليغة زرفت منها العيون ووجلت منها القلوب، فقال رجل: يا رسول الله، أكان هذه موعظة مودع؟ فأوصنا، فقال: أوصيكم بتقوى الله والسمع و الطاعة وإن كان عبدًا حبشيًا فإنه من يعش منكم بعدى فسيرى إختلافًا كثيرًا فعليكم بسنتى وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة([39])" عرباض بن ساریہ سے روایت ہے، کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ایک نہایت موثر خطبہ دیا جس سے آنکھیں اشک بار ہو گئیں اور دل کانپ اٹھے۔ پس ایک شخص بولا: حضور، یہ تو ایک الوداعی خطبہ معلوم ہوتا ہے تو ہمیں کچھ وصیت کیجیے۔ آپ نے فرمایا: میں تمھیں اللہ سے ڈرتے

رہنے اور سننے اور اطاعت کرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں، اگرچہ تمھارا صاحب امر کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ پس تم میں سے جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے، تو وہ بہت ساری اختلافات دیکھیں گے تو تم (اس وقت) میری سنت کی اور خلفائے راشدین مہدیین کی سنت کی پیروی کرنا، اس کو مضبوطی سے تھامنا اور دانتوں سے پکڑنا اور دین میں نئی باتوں سے بچتے رہنا، کیونکہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے"۔

اس لئے ہم عورت کی امامت کے متعلق قرآن وحدیث کے مطالعے کے بعد اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ اسرا نعمانی اور جیکا جیسی روشن خیال اور سیکولر ذہنیت رکھنے والی خواتین کے ماسوا ملت اسلامیہ کی ساڑھے چودہ سو سالہ تاریخ میں کوئی ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا جس میں کسی عورت نے مسجد کے اندر مردوں اور عورتوں کی مخلوط جماعت کی امامت کی ہو اور نہ تاریخ میں کسی عالم دین نے ایسا کوئی فتوی دیا ہے جس میں عورت کو مسجد کی امامت کی اجازت دی گئی ہو۔ اس لئے عورت کے لئے مردوں یا مردوزن کی مخلوط جماعت کی امامت کو شریعت مطہرہ کی روشنی میں جائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔ واللہ اعلم بالصواب

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات(References)

[1]۔ سورہ الحجرات:13

[2]۔ سورہ النساء:1

[3]۔ سورہ النساء:124

[4]۔ سورہ البقرہ:228

[5]۔ بخاری، أبو عبد اللہ محمد بن إسماعیل، الجامع الصحیح المختصر (صحیح بخاری)، دار ابن کثیر، یمامہ، بیروت، 1407ھ/1987ء، کتاب الجھاد والسیر، باب جھاد النساء، ج3، ص 1054، رقم 2875

[6]۔ *Los Angeles Times*. Retrieved 2007-06-25

[7]۔ مشرق نیوز 30 جنوری 2018، پشاور، ج51، شمارہ 162۔

[8]۔ بیہقی، أبو بکر أحمد بن الحسین بن علی بن موسی، السنن الصغری، محقق: عبد السلام عبد الشافی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1412ھ/1991ء، باب إمامۃ المرأۃ النساء دون الرجال، ج1، ص 191

[9]۔ الکاسانی، ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع (بدائع الصنائع)، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، 1328ھ/1910ء

[10]۔ المرغینانی، علی بن ابی بکر، الھدایہ، مکتبہ امدادیہ ملتان، س ن، ج1، ص102

[11]۔ خلیل احمد سہارنپوری، بذل المجہود فی حل ابی داؤد (بذل المجہود)، مکتبہ قاسمیہ ملتان، س ن، ج1، ص 331

[12]۔ گوہر رحمٰن، تفہیم المسائل، مقالہ، ج1، ص395

[13]۔ الحاکم، محمد بن عبد اللہ أبو عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین (المستدرک الحاکم) دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1411ھ/1990ء، محقق مصطفی عبد القادر عطاج 1، ص328، رقم:757، سنن ابو داؤد، ج1 ص188، رقم:570، سنن الکبریٰ للبیہقی، ج3، ص131، رقم:5144

[14]۔ أبو بکر عبد الرزاق بن ھمام، مصنف عبد الرزاق، المکتب الإسلامی، بیروت، 1982ء، باب شھود النساء الجماعۃ، ج3، رقم:5116، ص150

[15]۔ سورہ النساء:34

[16]۔ مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، 1431ھ /2010ء سورہ النساء:34

[17]۔ الرازی، محمد بن عمر ابو الحسن ابو عبد اللہ فخر الدین، مفاتیح الغیب (تفسیر الکبیر)، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1411ھ / 1990 ، النساء:34، وآلوسی، شہاب الدین محمود بن عبد اللہ، تفسیر روح المعانی فی تفسیر قرآن العظیم (روح المعانی) مکتبہ امدادیہ، ملتان، س ن

[18]۔ بخاری، أبو عبد اللہ محمد بن إسماعیل، الجامع الصحیح المختصر (صحیح بخاری)، دار ابن کثیر، یمامہ، بیروت، 1407ھ / 1987ء، ج6، ص2600، رقم:6686

[19]۔ تفتازانی، مسعود بن عمر، شرح عقائد النسفیہ (شرح عقائد)، دار الھدی، عین المليلة، الجزائر 1421ھ /، 2000ء، ص121

[20]۔ سورہ النساء:32

[21]۔ ابو داؤد، سلیمان بن الأشعث السجستانی، سنن أبو داود، دار الکتاب العربی-، بیروت، س ن، باب اذا کانو ثلاثہ کیف یقومون، ج1، ص236، رقم:612

[22]۔ الحمیدی، محمد بن فتوح، الجمع بین الصحیحین البخاری و مسلم، دار ابن حزم، بیروت، 1423ھ / 2002ء، جز3، ص113، وسنن الکبریٰ للنسائی، جز8، ص299، وسنن ابو داؤد، باب صَفِّ النِّسَاءِ وَكَرَاهِيَةِ التَّأَخُّرِ عَنِ الصَّفِّ الأَوَّلِ، ج1، ص253، رقم:678

[23]۔ امام مسلم، ابو الحسین مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، محقق محمد فؤاد عبد الباقی، ج1، ص318، رقم:422

[24]۔ ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید، السنن (سنن ابن ماجہ)، ج1، رقم:1081؛ سنن بیہقی، رقم:4910؛ طبرانی، رقم:1283

[25]۔ الحمیدی، محمد بن فتوح، الجمع بین الصحیحین البخاری و مسلم، دار ابن حزم، بیروت، 1423ھ / 2002ء، ج4، ص128، رقم:3305

[26]۔ ابن حجر عسقلانی، حافظ شہاب الدین، فتح الباری شرح صحیح البخاری (فتح الباری)، دار المعرفۃ، بیروت، 1379ھ /1959ء، جز2، ص212؛ أبو بکر عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی، المصنف (مصنف عبد الرزاق)، المکتب الإسلامی، بیروت، 1403ھ /1982ء، رقم:5115، ص149، ج3

[27]۔ مصنف عبد الرزاق، ج3، ص141، رقم:5089

[28]۔ ابن تیمیہ، تقی الدین أبو العباس أحمد بن عبد الحلیم، مجموع الفتاوی، محقق: عبد الرحمن بن محمد بن قاسم، مجمع الملک فھد لطباعۃ المصحف الشریف، مدینہ منورہ 1416ھ /1995ء، جز23، ص249

[29]۔ شافعی، أبو عبد اللہ محمد بن إدریس، أحکام القرآن، محقق: عبد الغنی عبد الخالق، دار الکتب العلمیۃ-، بیروت، 1400ھ / ج1، ص87

[30]۔ الموسوعۃ الفقہیہ، وزارۃ الاوقاف الکویتیہ، باب الذکورہ، ج21، ص271

[31]۔ النووی، ابی زکریا محیي الدین بن شرف، المجموع شرح المھذب، دار الفکر، بیروت، ج4، ص152

[32]۔ الصنعانی، محمد بن إسماعیل الأمیر، سبل السلام شرح بلوغ المرام من ادلۃ الأحکام، مکتبۃ مصطفی البابی الحلبی، 1960ء، باب صلاۃ الجماعۃ والامامۃ، ج2، ص35

[33]۔ ابو داؤد، سلیمان بن الأشعث السجستانی، سنن أبو داود، دار الکتاب العربی-، بیروت، باب امامۃ النساء، ج1، ص230، رقم:591

[34]۔ سنن ابو داؤد، باب امامۃ النساء، ج1، ص230، رقم:592

[35]۔ دار قطنی، أبو الحسن علی بن عمر، محقق: سید عبد اللہ ہاشم، سنن الدار قطنی، دار المعرفۃ، بیروت، 1386 / 1966 ج1، ص279، رقم:2

[36]۔ فتاوی موقع الإسلام سؤال وجواب، الشیخ محمد صالح المنجد، جمع وتدوین: أبو یوسف القحطانی عفا اللہ عنہ وعن والدیہ، أبو عمر عفا اللہ عنہ وعن والدیہ، 1430ھ /، 2009ء، سؤال رقم:39188 حکم إمامۃ المرأۃ للرجال، ج1، ص3948

[37]۔ گوہر رحمٰن، تفہیم المسائل، مکتبہ تفہیم القرآن، مردان، پاکستان، 1433ھ /2012ء، ج1، ص392

[38]۔ امام بخاری، صحیح بخاری، رقم:644

[39]۔ سنن ابو داؤد، باب فی لزوم السنۃ، ج4، ص329 رقم:4609

کتابیات

القرآن الکریم

Holy Quran

ابن تیمیہ ، تقی الدین أبو العباس أحمد بن عبد الحلیم ، مجموع الفتاوی، محقق : عبد الرحمن بن محمد بن قاسم ، مجمع الملک فھد لطباعۃ المصحف الشریف، مدینہ منورہ 1416ھ/1995ء

Ibn Taymiyyah, Taqi al-Din Abu al-Abbas Ahmad ibn Abd al-Halim, Majmoo' al-Fatwa, Investigator: Abd al-Rahman ibn Muhammad ibn Qasim, King Fahd Complex for the Printing of the Noble Qur'an, Medina Munawara 1416 AH/1995 A.D.

ابن حجر عسقلانی، شہاب الدین احمد، فتح الباری شرح صحیح البخاری (فتح الباری)، دار المعرفۃ، بیروت، 1379ھ/1959ء

Ibn Hajar Asqalani, Shihab al-Din Ahmad, Fath al-Bari, Sharh Sahih al-Bukhari (Fath al-Bari), Dar al-Ma'rifa, Beirut, 1379 AH / 1959 AD

ابن ماجہ، أبو عبد اللہ محمد بن یزید، السنن (سنن ابن ماجہ)، محقق: محمد فؤاد عبد الباقی، دار الفکر، بیروت۔

Ibn Majah, Abu Abdullah Muhammad bin Yazid, Al-Sunan (Sunan Ibn Majah), Investigator: Muhammad Fouad Abdel-Baqi, Dar Al-Fikr, Beirut, S.N.

أبو بکر عبد الرزاق بن ھمام الصنعانی، مصنف عبد الرزاق، المکتب الإسلامی، بیروت، 1403ھ/1982ء

Abu Bakr Abd al-Razzaq ibn Hammam al-San'ani, The Work of Abd al-Razzaq, The Islamic Bureau, Beirut, 1403 AH / 1982 AD

ابو بکر بن مسعود الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع (بدائع الصنائع) ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، 1328ھ/1910ء

Abu Bakarban Masoud al-Kasani, Badaa' al-Sana'i in the arrangement of laws (Bada'i al-Sana'i') Ich Im Saeed Company Karachi, 1328 AH / 1910 AD

آلوسی، شھاب الدین محمود بن عبد اللہ الحسینی، روح المعانی فی تفسیر قرآن العظیم والسبع المثانی، (روح المعانی) مکتبہ امدادیہ ملتان

Al-Alusi, Shaha B Al-Din Mahmoud bin Abdullah Al-Hussaini, The Spirit of Meanings in the Interpretation of the Great Qur'an and the Seven Repetitions, (Rouh al-Ma'ani) Book of Imdadiya Multan,

امام ابو داؤد، سلیمان بن الأشعث السجستانی، السنن (سنن أبو داود)، دار الکتاب العربی، بیروت، س ن۔

Imam Abu Dawood, Suleiman bin Al-Ash`ath Al-Sijistani, Al-Sunan (Sunan Abu Dawood), Dar Al-Kitab Al-Arabi, Beirut, S.N.

امام الشافعی، أبو عبد اللہ محمد بن إدریس، أحکام القرآن، محقق: عبد الغنی عبد الخالق، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1400ھ/1979ء

Imam Al-Shafi'i, Abu Abdullah Muhammad Bin Idris, Provisions of the Qur'an, Investigator: Abdel-Ghani Abdel-Khaleq, Dar Al-Kutub Al-Alami ,ةBeirut, 1400 AH/1979 AD

بخاری، أبو عبد اللہ محمد بن إسماعیل، الجامع الصحیح المختصر (صحیح بخاری)، دار ابن کثیر، یمامہ، بیروت، 1407ھ/ 1987ء

Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Al-Jami Al-Sahih Al-Mukhtasar (Sahih Bukhari), Dar Ibn Katheer, Yamama, Beirut, 1407 AH / 1987 AD

بیہقی، ابو بکر أحمد بن الحسین بن علی بن موسی، السنن الصغری، محقق عبد السلام عبد الشافی، أحمد قبانی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1412ھ/9191ء

Bayhaqi, Abu Bakr Ahmed bin Al-Hussein bin Ali bin Musa, Al-Sunan Al-Soghra, Investigator Abdel Salam Abdel Shafi, Ahmed Qabbani, Dar Al-Kutub Al-Alami ,ةBeirut, 1412 AH / 9191 AD

تفتازانی، مسعود بن عمر، شرح عقائد النسفیہ (شرح عقائد)، دار الھدی، عین المیلیۃ، الجزائر 1421ھ/2000ء،

Taftazani, Masoud bin Omar, Explanation of the beliefs of Al-Nasfiya (Sharh the beliefs), Dar Al-Huda, Ain Al-Milli, Algeria, 1421 AH / 2000 AH,

خلیل احمد سہارنپوری، بذل المجہود فی حل ابی داؤد (بذل المجہود)، مکتبہ امدادیہ، ملتان۔

Khalil Ahmad Saharnpuri, "Baddh al-Mujhudfi Halal Abi Daoud" ("Bad al-Mujhud"), Multan, Multan, S.N.

دار قطنی، علی بن عمر أبو الحسن الدار قطنی البغدادی، محقق سید عبد اللہ ہاشم یمانی، سنن الدار قطنی، دار المعرفۃ-بیروت، 1386 / 1966ء

Darqutni, Ali bin Omar Abu al-Hasan al-Daraqutni al-Baghdadi, Investigator Sayed Abdullah Hashem Yamani, Sunan al-Daraqutni, Dar al-Maarif - ة Beirut, 1966 / 1386 A.

الرازی، محمد بن عمر ابو الحسن ابو عبد اللہ فخر الدین، مفاتیح الغیب (تفسیر الکبیر)، مکتب الاعلام الاسلامیہ، 1411ھ/1990ء

Al-Razi, Muhammad bin Amrabo Al-Hassan Abu Abdullah Fakhr Al-Din, Keys of the Unseen (Tafsir Al-Kabeer), the Islamic Library of Allams, 1411 AH / 1990 AD

الصنعانی، محمد بن إسماعیل الأمیر الکحلانی، سبل السلام شرح بلوغ المرام من ادلۃ الأحکام (سبل السلام)، مکتبہ مصطفی البابی الحلبی، 1379ھ / 1960ء

Al-San'ani, Muhammad bin Ismail Al-Amir Al-Kahlani, Subul Al-Salaam, Explanation of Balulog Al-Maram from the Guide to the Laws (Subl Al-Salam), Mustafa Al-Babi Al-Halabi's library, 1379 AH / 1960 AD.

فتاوی موقع الإسلام سؤال وجواب، الشیخ محمد صالح المنجد، جمع وتدوین: أبو یوسف القحطانی عفا اللہ عنہ وعن والدیہ

Fatwas of Islam Q&A website, Sheikh Muhammad Salih Al-Munajjid, compiled and written by: Abu Yusuf Al-Qahtani, may God forgive him and his parents

گوہر رحمٰن، تفہیم المسائل، مکتبہ تفہیم القرآن، مردان، پاکستان، 1433ھ / 2012ء

Gohar Rahman, Tafhim al-Masail, Library of Tafhim al-Qur'an, Mardan, Pakistan, 1433 AH/2012 AD.

محمد بن عبد اللہ أبو عبد اللہ الحاکم، المستدرک علی الصحیحین (المستدرک الحاکم) دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1411ھ / 1990ء، محقق مصطفی عبد القادر عطا۔

Muhammad bin Abdullah Abu Abdullah Al-Hakim, Al-Mustadrak on the Two Sahihs (Al-Mustadrak Al-Hakim) Dar Al-Kutub Al-Alami ة, Beirut, 1411 AH / 1990 AD, Investigator Mustafa Abdel-Qader Atta.

محمد بن فتوح الحمیدی، الجمع بین الصحیحین البخاری ومسلم، دار النشر / دار ابن حزم، بیروت، 1423ھ / 2002ء

Muhammad Bin Fattouh Al-Humaidi, The Compilation of the Two Sahihs Al-Bukhari and Muslim, Publishing House / Dar Ibn Hazm, Beirut, 1423 AH / 2002 AD

المرغینانی، علی بن ابی بکر، الھدایہ، مکتبہ امدادیہ ملتان

Al-Marginani, Ali bin Abi Bakr, Al-Hedaya, Muttabah Imdadiya Multan, S.N.

مسلم، أبو الحسین مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح (صحیح مسلم)، محقق: محمد فؤاد عبد الباقی، دار إحیاء التراث العربی، بیروت۔

Muslim, Abu Al-Hussein Muslim bin Al-Hajjaj, the Sahih Mosque (Sahih Muslim), Investigator: Muhammad Fouad Abdel-Baqi, House of Revival of Arab Heritage, Beirut, S.N.

مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، 1431ھ / 2010ء

Mufti Muhammad Shafi', Knowledge of the Qur'an, Library of Knowledge of the Qur'an, Karachi, 1431 AH / 2010 AD

الموسوعۃ الفقہیہ، وزارۃ الاوقاف الکویتیہ

Encyclopedia of Fiqh, Ministry of Endowments, Kuwait, S.N

نسائی، أبو عبد الرحمن أحمد بن شعیب، سنن نسائی، محقق: ڈاکٹر عبد الغفار سلیمان البنداری وسید کسروی حسن، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1411ھ / 1991ء

Nasa'i, Abu Abd al-Rahman Ahmad Ibn Shuaib, al-Sunan al-Kubra (Sunan An-Nasa'i), Investigated by: Akbar Abd al-Ghaffar Suleiman al-Bandari and Sayyid Kasroui Hassan, Dar al-Kutub al-Ilmiyya, Beirut, 1411 AH / 1991 AD.

النووی، ابی زکریا محیی الدین بن شرف، المجموع شرح المھذب، دار الفکر، بیروت

Al-Nawawi, Abi Zakaria Muhyiddin bin Sharaf, Al-Majmoo' Sharh Al-Muhadhab, Dar Al-Fikr, Beirut.